انتخابِ اعلیٰ حضرت



از:- محمد عبدالمبین نعمانی

ناشر:- اعجاز بکڈپو ۲ ناخدا مسجد گیٹ ۱ زکریا اسٹریٹ کلکتہ ۷۳

۷۸۶

اعلیٰ حضرت رضا بریلوی قدس سرہٗ

کے

نعتیہ کلام کا انتخابی مجموعہ

انتخاب اعلیٰ حضرت

مرتبہ

محمد عبد المبین نعمانی قادری

دار العلوم قادریہ ۔ چریاکوٹ ، اعظم گڈھ

ناشر

اعجاز بکڈپو ۲ ناخدا مسجد گیٹ ۷۳ ۱ زکریا اسٹریٹ کلکتہ

Rs 3/50

نصیر الدین رضا بن شمس الدین

فہرست

مضمون	صفحہ
امام احمد رضا قدس سرہٗ اور انکی نعتیہ شاعری	۳
تجھے حمد ہے خدایا	۱۵
دعاء	۱۶
ہمارا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم	۱۷
نعت چہار زباں لم یات نظیرک	۱۸
واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا	۱۹
انکی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیے ہیں	۲۱
کمالِ حسنِ حضور	۲۲
بلبلِ باغِ جناں	۲۳
سلطانِ زمن پھول	۲۴
عزت رسول اللہ کی	۲۵
چمکانے والے	۲۷
مالک و مولیٰ کہوں تجھے	۲۸
اُٹھا دو پردہ	۲۹
سنتے ہیں کہ محشر میں	۳۰
کروڑوں درود	۳۱
رحمت کا قلمدان	۳۳
مظہر کامل	۳۴
مرے شاہ لے خبر	۳۵
بہارِ عارض	۳۶
جمالِ گل	۳۷
خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم	۳۸
شہنشاہ کا روضہ دیکھو	۳۹
واہ واہ	۴۰
تارہ نور کا	۴۱
معراج نامہ	۴۲
وصفِ رخ	۴۴
پیارے گیسو	۴۵
جلوۂ جاناں ہم کو	۴۶
پل سے اتارو راہ گذر کو خبر نہ ہو	۴۷
زمین و زماں تمہارے لیے	۴۸
نبی سرورِ ہر رسول و ولی ہے	۴۹
روضہ کی جالی ہاتھ میں	۵۰
مژدۂ شفاعت	۵۱
خوشتر ایڑیاں	۵۲
گلبن رحمت کی ڈالی	۵۳
صبح مدینہ	۵۴
یارسول اللہ کہا پھر تجھکو	۵۵
ذکر آیات ولادت کیجیے	۵۶
دل کو ان سے خدا جدا نہ کرے	۵۷
مشکل کشائی آپ کے ناخن اگر کریں	۵۸
تیرا اللہ والی ہے	۵۹
آتشِ دل	۶۰
مہکنے والے	۶۱
کیا ہونا ہے	۶۲
شافعِ شہِ ابرار ہے	۶۳
بول بالے مری سرکاروں کے	۶۴
کیونکر اتریں پار ہم	۶۵
اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے	۶۶
مصطفےٰ خیر الوریٰ	۶۷
جانِ مراد	۶۸
لالہ زار	۶۹
چراغ لے کے چلے	۷۰
سونا جنگل رات اندھیری	۷۱
یادِ دشتِ حرم	۷۳
منقبت غوثِ اعظم	۷۴
تمغۂ خاکی	۷۶
شجرۂ طیبہ قادریہ	۷۷
لاکھوں سلام	۷۸

کتابت وجیہ اللہ خاں رامپوری ۴۸/۲

مطبع [illegible] پریس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام احمد رضا قدس سرہ

اور اُن کی نعتیہ شاعری

مُلکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مُسلّم

جس سمت آگئے ہو سکّے بٹھا دیئے ہیں

اعلےٰ حضرت مجدّدِ دین و ملّت امام احمد رضا فاضل بریلوی قُدّس سرّہُ العزیز ربِ کائنات کی ایک نعمتِ کُبریٰ بن کر ۱۰ شوّال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء بروز دوشنبہ بریلی (ہندوستان) میں جلوہ گر ہوئے اور ۶۸ سال تک اسلامیانِ عالم پر فیض بار رہ کر ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء بروز جمعہ مبارکہ ۲ بج کر ۳۸ منٹ پر اس عالمِ ظاہر سے روپوش ہو کر اپنے محبوبِ حقیقی سے جا ملے۔ بریلی محلہ سوداگران میں آپ کا مزار پُر انوار اہلِ ایمان کے لیے باعثِ تسکینِ خاطر اور مرجع حاجات ہے۔

آپ جہاں متبحر عالم، فقیہ النفس مفتی، صاحبِ عرفان شیخ اور پچاس سے زائد علوم و فنون پر تقریباً ایک ہزار کتابوں کے ماہر مصنّف تھے وہاں عربی، فارسی اور اُردو کے ایک نہایت قادر الکلام اور بارگاہِ رسول کے ادب شناس شاعر بھی تھے۔ مگر آپ کی مذہبی و علمی حیثیت چونکہ غالب تھی اس لیے فن شاعری کا کمال پردۂ خفا میں رہ گیا۔ اور بہت سے ایسے لوگوں کو تو تاریخ شاعری نے

بہت اونچا مقام دے دیا جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے سامنے طفلِ مکتب معلوم ہوتے ہیں۔ اور امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ جیسے عظیم نعت گو شاعر کو بھلا دیا۔ آپ کا کلام دیکھنے کے بعد ہر صاحبِ انصاف یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہے کہ آپ صرف شاعر نہیں بلکہ امام الشعراء تھے۔ جن پر غالب اور اقبال وغیرہ سے کہیں زیادہ لکھا جانا چاہیے تھا۔ مگر افسوس کہ آپ کے مجموعۂ کلام کو عام نہیں کیا گیا۔ اور اس کی اشاعت ایک خاص طبقے میں محدود ہو کر رہ گئی۔ ورنہ دیگر علوم کی بہ نسبت آپ کے شعری محاسن پر یقیناً زیادہ لکھا جاتا۔ کیونکہ آپ جن دیگر علوم پر مہارتِ تامہ رکھتے تھے ان سے متعلق جاننے والوں اور لکھنے والوں کی تعداد بہت کم ہے اور بعض علوم تو وہ ہیں جن کی صحیح تعریف کرنے والے بھی نایاب ہیں مگر شعری ذوق رکھنے والے اور اس کے محاسن کے ناقدین تو موجود ہیں، لہٰذا آپ کی نعتیہ شاعری پر تحقیقی کام ہونا چاہیے تھا جیسا کہ ایک مدت کے بعد اب بعض ناقدین کو اس کا احساس ہو چلا ہے۔ بلکہ حال میں کچھ اس پر کام بھی ہوا ہے، ذیل میں اعلیٰ حضرت کی نعتیہ شاعری پر حقیقت پسندانہ تبصرہ کرنے والے بعض اربابِ ذوق کے تاثرات پیش کیے جا رہے ہیں جس سے کام کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہو سکے گا۔

شاعرِ پاک و ہند جناب راجا رشید محمود ایم، اے، لاہور :

"اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ جن پچاس ۵۰ سے زیادہ علوم کے منتہی عالم تھے۔ ہم میں سے اکثر کو ان کے نام تک نہیں آتے اور ان کے علوم کے متعلق وہی شخص گفتگو کر سکتا ہے جو اُس کے حُسن و قُبح کو پرکھنے کی صلاحیتوں

سے بہرہ مند ہو لیکن رضا بریلوی قادر الکلام شاعر بھی تو تھے اور ہم میں سخن شناس، سخن فہم، اور محقق حضرات کی کمی نہیں تو کیوں نہ ہو کہ "حدائق بخشش" کے شعری محاسن کو لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے، بتایا جائے کہ بڑے نامور شعراء اس درویش خدامست کے آگے پانی بھرتے نظر آتے ہیں۔ انھوں نے ایسی سنگلاخ زمینوں میں مدحتِ مصطفےٰ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے پھول کھلائے ہیں۔ مفاہیم و معانی کے وہ باب وا کیے ہیں اور سادگی و پرکاری کی وہ مینا کاری کی ہے کہ ذوق عش عش کر اٹھتا ہے۔ وجدان جھوم جھوم جاتا ہے۔ اُن کے ہاں فکر کی گہرائی ہے، جذبوں کی سچّائی ہے اور محاسن کی فراوانی ہے۔ انھوں نے قلب کی واردات کو صوت و آہنگ کے قالب میں ڈھال دیا ہے۔

نعت، سنّتِ کبریا ہے، قلم و زبان کا اس راہ میں قدم رکھنا تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اس فرض سے وہی شخص بطریق احسن عہدہ برآ ہو سکتا ہے جس کی نگاہ علمِ دین کے تمام شعبوں پر ہو، جو شریعت پر پوری طرح عامل ہو۔ جو رحمتِ عالم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچّی محبت رکھتا ہو اور ہمیں اس پہلو سے بھی مجدّد اسلام رضا بریلوی جیسا عالم باعمل نظر نہیں آتا۔ جس آدمی کو ممدوح کبریا (صلے اللہ علیہ وسلم) کی رفعت شان کا ادراک و احساس نہ ہو وہ نعت کیا لکھے گا، کیا سمجھے گا، وہ نعت گویوں کے مقام کو کیا جانے گا، اور رضا بریلوی تو اُردو نعت گویوں کے بلاشبہ امام ہیں۔"

(مقدمہ تاریخ نعت گوئی میں فاضل بریلوی کا منصب، مجلس رضا لاہور)

جناب پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب (ایم، اے، پی، ایچ، ڈی) پاکستان:

"— فاضل بریلوی تبحّر عالم اور بلند پایہ فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ سخن فہمی و سخن سنجی اور سخن گوئی میں اپنی نظیر آپ تھے۔ آپ نے نعت گوئی کو مسلکِ شعری کے طور پر اپنایا اور اس میدان میں خوب خوب دادِ سخن دی۔ آپ کی نعتیں جذباتِ قلبیہ کا بے سروپا اظہار نہیں بلکہ آدابِ عشق و محبت کی آئینہ دار ہیں۔ اس حیثیت سے اُردو ادب میں آپ نعت گو شعراء کے سرتاج ہیں ؎

یہی کہتی ہے بلبلِ باغِ جناں کہ رضاؔ کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ہدیٰ، مجھے شوخیٔ طبعِ رضاؔ کی قسم —!"

(فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں ص ۸۱ - مطبوعہ، المجمع الاسلامی مبارکپور)

ملک شیر محمد خاں اعوان (کالا باغ ضلع میانوالی)

"— انھوں نے تقریباً ہر موضوع پر لکھا اور ہر موضوع پر دادِ تحقیق دی لیکن اگر وہ اتنی پُر عظمت کتابیں نہ بھی لکھتے تب بھی صرف ان کا نعتیہ کلام ان کے نام کو زندہ رکھنے کے لیے کافی ہوتا۔ ان کا عشق رسول اور سوز و مستی میں ڈوبا ہوا کلام اقبالؔ کے اس شعر کی حسین تفسیر ہے ؎

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

اور آپ کے کلام کا اس سے زیادہ اور کیا کمال ہوگا کہ آج تک آپ کے نغماتِ نعت بے مثال سمجھے جاتے ہیں اور آپ ہی کے لکھے ہوئے درود و سلام سے منبر و محراب گونج رہے ہیں۔ آپ نے بے مثل و بے مثال کی مدح سرائی میں زبان

کھولی تھی اس لیے خدائے قدوس نے آپ کے کلام کو بھی یکتا و بے نظیر کر دیا۔"

(محاسن کنز الایمان ص ۲۶ مطبوعہ مرکزی مجلس لاہور)

پروفیسر مرزا نظام الدین بیگ جام بنارسی :

(انچارج شعبۂ مخطوطات قومی عجائب گھر کراچی)

"۔۔ شاعری بالذات ان کا مقصدِ حیات نہ تھی۔ بلکہ ایک ذریعہ تھا۔ اس سوزِ دروں کے انعکاس کا جس کی آگ میں ان کا وجود معنوی سُلگ رہا تھا۔ لہٰذا اُن کے قلم سے نکلے ہوئے اشعار اُن کے لالۂ دل پر ٹپکتے ہوئے شبنمی قطرات تھے۔ جن سے ان کو ٹھنڈک ملتی تھی۔ وہ خود فرماتے ہیں۔

ثنائے سرکار ہے وظیفہ ہے قبول سرکار ہے تمنا
نہ شاعری کی ہوس نہ پروا، روی تھی کیا کیسے قافیے تھے

بلا شبہ امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کا معراج نامہ اردو نعتیہ شاعری میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ اس معراج نامے میں مروّجہ روش سے ہٹ کر ایک نئے انداز کا گہرا رنگ ہے جس میں معراج کی روایتی تفصیل کے بجائے ایک تاثراتی فضا پورے قصیدے پر پھیلی ہوئی ہے۔ جس میں ساز و آہنگ کا ارتعاش روح کو بالیدگی عطا کرتا ہے۔۔" (قصیدۂ معراجیہ پر ایک تحقیقی مقالہ بزمِ اہلسنت کراچی)

مشہور شاعر، شاعر لکھنوی :

"۔۔ رضا بریلوی چونکہ علوم و فنون کے سمندروں سے گذر کر نعت گوئی کے پُل صراط پر قدم رکھتے ہیں اس لیے ان کا فکری شعور نازک سے نازک اور شدید سے شدید جذبے کو الفاظ کے ظرف میں اُتارنے کے ہنر سے پوری طرح

واقف ہے۔ ان کے جذبے کی بے ساختگی لفظوں کے تعاقب میں نہیں پھرتی الفاظ خود بڑھ کر اور اس جذبے کو اپنی آغوش میں لیکر ان کے فکری عمل کو فنی عمل سے ہمکنار کر دیتے ہیں۔ رضا بریلوی کی نعتیہ شاعری جذبے کی پختگی کے علاوہ ایسی بے شمار فنی خوبیوں کی حامل ہے جن کی مثال اس دور کے شعراء میں بہت کم ملتی ہے۔ ذیل کے شعر کی جذباتی فکری اور فنی حیثیت پر غور کیجیے۔ ایسی سنگلاخ اور سخت زمین میں انکی فکرِ رسا نے جدت و ندرت کے کتنے گوشے نکالے ہیں ؎

طوبیٰ میں جو سب سے اونچی، نازک سیدھی نکلی شاخ
مانگوں نعت نبی لکھنے کو روحِ قدس سے ایسی شاخ

روح القدس سے طوبیٰ کی سب سے اونچی، نازک اور سیدھی شاخ مانگنے اور اس کا قلم بنا کر نعت نبی لکھنے کی تمنا انکی نازک خیالی، تنوع اور ندرتِ فکر کا پتہ دیتی ہے۔

حضرتِ رضا بریلوی نعت رسول کی منزل میں اپنا مقام خوب جانتے ہیں، انھیں اپنے جذبۂ عشق پر اعتماد ہے۔ اس اعتماد کو وہ مختلف انداز میں شعر کا لباس پہناتے ہیں۔

اے رضا وصفِ رُخِ پاک سنانے کے لیے
نذر دیتے ہیں چمن مرغِ غزل خواں ہم کو

اے رضا جانِ عنادِل ترے نغموں کے نثار
بلبلِ باغِ مدینہ ترا کہنا کیا ہے

گونج گونج اُٹھے ہیں نغماتِ رضا سے بوستاں
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے "

(نغمۂ حجاز۔ مکتبہ الحبیب، الہ آباد)

جناب سیّد حامد علی قادری (سندگا پور):

"۔ نعت گوئی ایک مشکل فن ہے۔ اس فن کی نزاکتوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے بڑے محتاط فکر و تخیّل کی ضرورت ہے۔ جن خوش نصیب حضرات نے اس فنِ لطیف کو اپنے سینوں سے لگایا اور نجات کا ذریعہ بنایا اُن میں اعلیٰ حضرت منفرد اور ممتاز ہیں۔ آپ نے حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے آشنائے منزل کو خضرِ راہ بنایا۔ خود فرماتے ہیں ؎

رہبر کی رہِ نعت میں گر حاجت ہو ۔ نقشِ قدمِ حضرتِ حسّان بس ہے "

(حیاتِ طیبہ اعلیٰ حضرت ص ۲۰۔ مکتبہ فریدی کراچی ۱۹۷۶ء)

عظیم مؤرخ و ادیب جناب مظہر عرفانی صاحب:

"۔ اِن (علمی) صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ مولانا بڑے خوش گو شاعر بھی تھے یہ وہ دور تھا جب ہندوستان میں اکبر، وحشت کلکتوی، داغ اور امیر کا طوطی بول رہا تھا تو ایک سُریلی آواز بریلی سے بھی اُبھر رہی تھی جو حضرت بریلوی کی تھی۔ مگر یہ آواز غزل سرائی سے آشنا نہیں ہوئی، اس سے مناجات نعت مناقب اولیاء اور اسلام کے سرمدی نغمے ہی پھوٹتے رہے، اس کی گونج ہندوستان کے ہر مذہبی جلسے میں سُنائی دی جانے لگی۔ یہ آواز اپنے دامن میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سوز رکھتی تھی۔ درد آگیں، جاں آفریں اور

روح پرور تھی۔ اس نے کتنے ہی بخت خفتہ بیدار کئے اور مردہ دلوں میں امنگیں بھردیں اور سوتوں کو جگادیا۔ اپنی نعت گوئی کے متعلق فرماتے ہیں ؂

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ　　بے جا سے ہے اَلْمِنَّةُ لِلّٰه محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی　　یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ

آپ نے حضور رسالت مآب میں جو سلام پیش کیا ہے وہ آج بھی مقبول خاص وعام ہے۔

(مولانا احمد رضا۔ ص ۹۸ فیروز سنز لمیٹڈ، راولپنڈی ۱۹۷۰ء)

مندرجہ بالا اقتباسات اعلیٰحضرت کی شاعری پر مختصر طور پر پیش کیے گئے تاکہ قارئین کو اُنکی شاعرانہ عظمت کا احساس ہو۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ آپ کے کلام پر بھی محققین نے لکھنا شروع کر دیا ہے، اور حقایق سے پردہ اُٹھ رہا ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرّہٗ کے بارے میں بعض لوگوں کا یہ خیال تھا کہ چونکہ وہ ایک کٹر عالمِ دین ہیں اور مذہب کا پاس ولحاظ کرنا ان کے نزدیک اہم فرض ہے اس لیے بھلا ان کی شاعری میں شاعرانہ تقاضے کیسے پورے ہوسکتے ہیں۔ چنانچہ آج کل بھی یہ بات بڑے زوردار انداز میں کہی اور لکھی جارہی ہے کہ شاعر وادیب کا کوئی مذہب و مسلک نہیں ہوتا۔ اور شاعر وادیب کسی مذہب کا پابند رہ کر اپنے جذبات کو فنّی تقاضوں کے مطابق نہیں پیش کرسکتا۔ حالانکہ یہ بات سراسر غلط اور بعض ناپختہ اذہان کی پیداوار ہے جو نہ تو مذہب کی قدر وقیمت سے واقف ہیں اور نہ ہی فنی کمال تک ان کی رسائی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ پوری آزادی اور سہل نگاری کے ساتھ جو کچھ بھی لکھ دیا جائے وہ درست مان لیا جائے اور مذہب کسی بھی طرح اس پر قدغن نہ لگائے۔ اس میں نفس پرستی اور تسکین انا کے سوا کچھ نہیں۔ ورنہ اگر

کوئی فنّی کمال کا مالک ہے تو بہر حال کسی مسلک کی پابندی کرتے ہوئے بھی وہ معراجِ فن کو چھو سکتا ہے۔ اگر کسی صاحبِ ذوق کو میری یہ بات تسلیم نہ ہو تو وہ حضرت رضا بریلوی کے مجموعۂ کلام "حدائقِ بخشش" سے صرف آپ کا قصیدہ معراجیہ ہی پورے انصاف سے پڑھ لیں اور فیصلہ کریں کہ اعلیٰ حضرت بریلوی مذہبی حدود کی پابندی کرتے ہوئے کس احسن پیرائے میں فنّی ذوق کو تسکین دے رہے ہیں جبکہ ان کا مقصد فنی شاعری نہیں بلکہ آپ کا تو یہ عالم تھا کہ شاعری کی کوئی تیّاری نہیں کرتے اور نہ ہی اس کے لیے ذہن بناتے۔ بس پیارے مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی یاد جب تڑپاتی اور دردِ عشق آپ کو بیتاب کرتا تو از خود شعری نغمات زبان پر جاری ہوکر آپ کے سوزِ عشق کی تسکین کا سامان فراہم کرتے۔ چنانچہ فرماتے ہیں ؎

ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبولِ سرکار ہے تمنّا
نہ شاعری کی ہوس نہ پروا، ردی تھی کیا کیسے قافیے تھے

اور شعری محاسن کے ساتھ شرعی پاسداری سے متعلق چیلنج کے انداز میں فرماتے ہیں ؎

جو کہے شعر و پاسِ شرع، دونوں کا حُسن کیونکر آئے
لا اُسے پیشِ جلوۂ زمزمۂ رضا کہ یوں،

چونکہ اعلیٰ حضرت قدس سرّہٗ کی شاعری کا محور عشقِ مصطفےٰ ہے اس لیے مؤرّخوں، تذکرہ نگاروں کی ہزار بے اعتنائیوں کے باوجود آپ کی نعتیں نہایت مقبول ہوئیں اور خاص طور سے آپ کا عشق و عرفان کی زبان میں کہا ہوا

"لاکھوں سلام" تو ایسا جاں نواز اور ایمان افروز ہے کہ ہند و پاک بلکہ بیرونی ممالک کے اہلِ ایمان کی شاید ہی کوئی محفل ایسی ہوتی ہے جس میں ان کے نغمات سامعہ نواز نہ ہوتے ہوں۔ یہ بارگاہِ رسالت میں امام احمد رضا کے نذرانۂ عشق کی مقبولیت کی بیّن دلیل ہے۔

میں نے بہت اختصار کے ساتھ چند شعرا و ادبا کے تاثرات اور کچھ اپنی باتیں پیش کر دی ہیں۔ اہلِ ذوق حضرات اگر اس سلسلے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہیں تو مندرجہ ذیل رسائل و کتب کا مطالعہ کریں۔

(۱) مولانا احمد رضا کی نعتیہ شاعری (از، ملک شیر محمد خاں اعوان) مجلسِ رضا لاہور

(۲) اعلیٰ حضرت کی شاعری پر ایک نظر (سید نور محمد قادری) " "

(۳) تاریخِ نعت گوئی میں رضا بریلوی کا منصب (شاعر لکھنوی) " "

(۴) عاشقِ رسول (پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد) " "

(۵) امام شعر و ادب (مولانا جمال وارث مصباحی)

مطبوعہ: حق اکیڈمی۔ مبارک پور، اعظم گڑھ۔ یو۔ پی

(۶) امام نعت گویاں (مولانا اختر الحامدی مرحوم) مطبوعہ لاہور

(۷) اقبال و احمد رضا (راجا رشید محمود ایم اے) رضا پبلیکیشنز۔ لاہور، کراچی

(۸) حدائقِ بخشش کا تحقیقی جائزہ (شمس بریلوی) مدینہ پبلشنگ۔ کراچی

(۹) وشاحِ بخشش۔ شرح حدائقِ بخشش (مولانا غلام یٰسین اعظمی)

مطبوعہ: کراچی

(۱۰) قصیدہ معراجیہ پر تحقیقی مقالہ (مرزا نظام الدین بیگ جام بنارسی) بزم اہلسنت کراچی

(۱۱) امام احمد رضا نمبر (المیزان بمبئی) یا انوار رضا۔ (شرکت حنفیہ لاہور)

(۱۲) عرفانِ رضا ۱۴۰۱ھ (ڈاکٹر الٰہی بخش اختر اعوان (ایم اے، پی، ایچ، ڈی)

مطبوعہ : المجمع الاسلامی، مبارکپور

(۱۳) کلامِ رضا (جناب نظیر لدھیانوی) " "

(۱۴) اُردو کی نعتیہ شاعری (ڈاکٹر سید محمد طلحہ رضوی برق۔ جین کالج آرہ

حدائق بخشش (حصہ اول و دوم) کا یہ انتخاب عام اُردو داں طبقے کو سامنے رکھتے ہوئے کیا گیا ہے۔ اس لیے آسان و عام فہم اشعار ہی کو ترجیح دی گئی تاکہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی نعتیں عام سے عام ہو سکیں۔

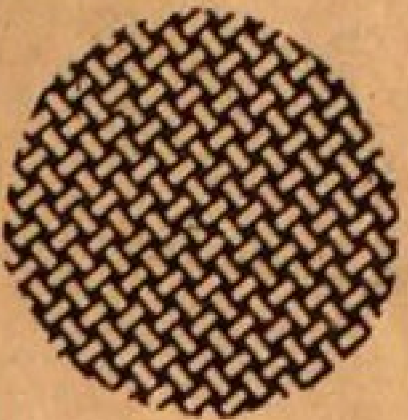
محمد عبد المبین نعمانی قادری

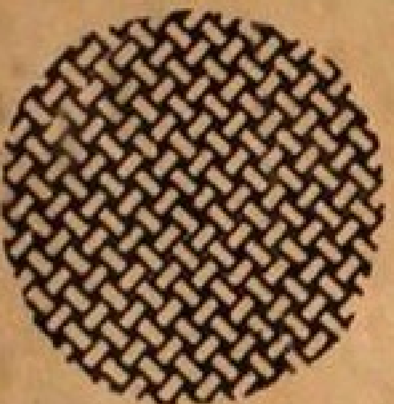
رکن، المجمع الاسلامی مبارکپور اعظم گڈھ

صدر المدرسین دار العلوم قادریہ، چریاکوٹ، اعظم گڈھ



پہلا ایڈیشن : ۲۵ صفر المظفر ۱۴۰۲ھ ۱۹۸۱ء
دوسرا موجودہ ایڈیشن : یکم رجب ۱۴۰۴ھ ۱۹۸۴ء







ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلّم
جس سمت آ گئے ہو سکّے بٹھا دیئے ہیں

تجھے حمد ہے خدایا

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستاں بتایا ــــ تجھے حمد ہے خدایا

تمہیں حاکمِ برایا، تمہیں قاسمِ عطایا
تمہیں دافعِ بلایا، تمہیں شافعِ خطایا ــــ کوئی تم سا کون آیا

وہ کنواری پاک مریم وہ نفخت فیہ کا دم
ہے عجب نشانِ اعظم مگر آمنہ کا جایا ــــ وہی سب سے افضل آیا

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے ترے پایہ کا نہ پایا ــــ تجھے یک نے یک بنایا

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ یہ ملا ہے تجھ کو منصب
جو گدا بنا چکے اب اٹھو وقتِ بخشش آیا ! ــــ کرو قسمتیں عطایا

ارے اے خدا کے بندو کوئی میرے دل کو ڈھونڈو
مرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہوا خدایا ــــ نہ کوئی گیا نہ آیا

ہمیں اے رضا ترے دل کا پتہ چلا بمشکل
درِ روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا ــــ یہ نہ پوچھ کیسا پایا

یہ تصوراتِ باطل ترے آگے کیا ہیں مشکل
تری قدرتیں ہیں کامل انہیں راست کر خدایا ــــ میں انھیں شفیع لایا

دُعا

یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یاالٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیِ دیدارِ حُسنِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
اُنکے پیارے مُنہ کی صبحِ جاں فزا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر
اَمن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی گرمیِ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جُرم میں
اُن تبسم ریز ہونٹوں کی دُعا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب چلوں تاریک راہِ پُل صراط
آفتابِ ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
رَبِّ سَلِّم کہنے والے غم زُدا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جو دُعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمیں رَبَّنا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب رضاؔ خوابِ گراں سے سر اُٹھائے
دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو

ہمارا نبی

صلے اللہ علیہ وسلم

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی — سب سے بالا و والا ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم

اپنے مولا کا پیارا ہمارا نبی — دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم

بزمِ آخر کا شمعِ فروزاں ہوا — نورِ اول کا جلوا ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم

بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں — شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم

جسکے تلووں کا دھوون ہے آبِ حیات — ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم

خلق سے اولیا، اولیا سے رُسل — اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی — اِنکا اُنکا تمہارا ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے — دینے والا ہے سچا ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم

سارے اچھوں میں اچھا سمجھیے جسے — ہے اُس اچھے سے اچھا ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم

سارے اونچوں میں اونچا سمجھیے جسے — ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم

سب چمک والے اجلوں میں چمکا کیے — اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم

غمزدوں کو رضاؔ مژدہ دیجے کہ ہے

بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم

نعت چہار زباں

لمیاتِ نظیرک

لَمْ یَاتِ نَظِیْرُکَ فِیْ نَظَرٍ مثلِ تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہِ دوسرا جانا
اَلْبَحْرُ عَلَا وَالْمَوْجُ طَغٰی من بیکس و طوفاں ہوشربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیا پار لگا جانا
یَا شَمْسُ نَظَرْتِ اِلٰی لَیْلِیْ چوں بطیبہ رسی عرضے بکنی
توری جوت کی جھلجھل جگ میں رچی موری شب نے نہ دن ہونا جانا
لَکَ بَدْرٌ فِی الْوَجْہِ الْاَجْمَلْ خط ہالۂ مہ زلف ابرِ اجل
تورے چندن چندر پرو کنڈل رحمت کی بھرن برسا جانا
اَنَا فِیْ عَطَشٍ وَّسَخَاکَ اَتَمّ اے گیسوئے پاک اے ابرِ کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا
یَا قَافِلَتِیْ زِیْدِیْ اَجَلَکْ رحمے بر حسرتِ تشنہ لبک
موراجیارا لرجے درک درک طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا
وَاھًا لِّسُوَیْعَاتٍ ذَہَبَتْ آں عہدِ حضورِ بارگہت
جب یاد آوت موہے کر نہ پرت دردا وہ مدینہ کا جانا
اَلْقَلْبُ شَجٍ وَّالْھَمُّ شُجُوْن دلِ زار چناں جاں زیرِ چنوں
پت اپنی بپت میں کاسے کہوں مرا کون ہے تیرے سوا جانا
اَلرُّوْحُ فِدَاکَ فَزِدْ حَرَقًا یک شعلہ دگر برزن عشقا
موراتن من دھن سب پھونک دیا یہ جان بھی پیارے جلا جانا
بس خامۂ خام نوائے رضا نہ یہ طرز مری نہ یہ رنگ مرا
ارشادِ احبا ناطق تھا، ناچار اس راہ پڑا جانا

واہ کیا جُود و کرم ہے شہ بطحا تیرا

واہ کیا جُود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرّہ تیرا

اَغنیا پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑہ تیرا
اَصفیا چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستہ تیرا

فرش والے تری شوکت کا عُلو کیا جانیں
خُسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھریرا تیرا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و مُحب میں نہیں میرا تیرا

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا مُنہ کیا دیکھیں
کون نظروں میں جچے دیکھ کے تلوا تیرا

آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازے ہوں جانیں سیراب
سچے سورج وہ دل آرا ہے اُجالا تیرا

دِل عَبَث خوف سے پتّا سا اُڑا جاتا ہے
پلّہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسا تیرا

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارا تیرا

کس کا منہ تکیے، کہاں جائیے کس سے کہیے
تیرے ہی قدموں پہ مٹ جائے یہ پالا تیرا

تیرے صدقے مجھے اک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

حرم و طیبہ و بغداد جدھر کیجے نگاہ
جوت پڑتی ہے تری نور ہے چھنتا تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

اُن کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں

اُن کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

جب آگئی ہیں جوشِ رحمت پہ اُن کی آنکھیں
جلتے بجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں

اِک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا
تم نے تو چلتے پھرتے مُردے جلا دیئے ہیں

اُن کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہیں پہ چھوڑی، لنگر اُٹھا دیئے ہیں

دُولھا سے اتنا کہدو پیارے سواری روکو
مشکل میں ہیں براتی پُر خار بادیے ہیں

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفٰے نے دریا بہا دیئے ہیں

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا!
دریا بہا دیئے ہیں، دُر بے بہا دیئے ہیں

مُلکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت آگئے ہو، سکّے بٹھا دیئے ہیں

کمال حسن حضور

وہ کمالِ حُسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھُول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دُھواں نہیں

دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانیِ دل و جاں نہیں
کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک نہیں کہ وہاں نہیں

مَیں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مَفر مَقر
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو، جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

کرے مُصطفٰی کی اہانتیں کھُلے بندوں اُس پہ یہ جُرأتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں

وہی نورِ حق وہی ظلِّ رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں انکی مِلک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جسکے ہیں یہ مکاں، وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

کروں مدحِ اہلِ دُوَل رضا پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مِرا دین پارۂ ناں نہیں

بلبلِ باغِ جناں

ہے کلامِ الٰہی میں شمس و ضحیٰ ترے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسمِ شبِ تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلفِ دوتا کی قسم

ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا تری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا ترے خالقِ حُسن و ادا کی قسم

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم

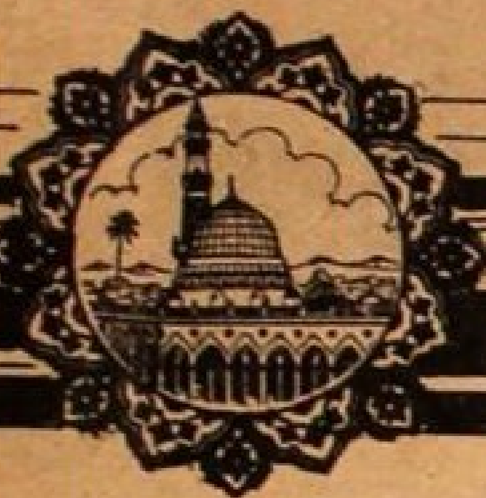
ترا مسندِ ناز ہے عرشِ بریں ترا محرمِ راز ہے روحِ امیں
تو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

یہی عرض ہے خالقِ ارض و سما وہ رسول ہیں تیرے میں بندہ ترا
مجھے ان کے جوار میں دے وہ جگہ کہ ہے خُلد کو جس کی صفا کی قسم

تو ہی بندوں پہ کرتا ہے لطف و عطا ہے تجھی پہ بھروسا تجھی سے دُعا
مجھے جلوۂ پاکِ رسول دکھا تجھے اپنے ہی عزّ و عُلا کی قسم

مرے گرچہ گناہ ہیں حد سے سوا مگر ان سے امید ہے تجھ سے رجا
تو رحیم ہے ان کا کرم ہے گواہ، وہ کریم ہیں تیری عطا کی قسم

یہی کہتی ہے بلبلِ باغِ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ہدیٰ مجھے شوخیِ طبعِ رضا کی قسم



سلطانِ زمن پھول

سرتا بہ قدم ہے تنِ سلطانِ زمن پھول
لب پھول، دہن پھول، ذقن پھول، بدن پھول

صدقے میں ترے باغ تو کیا لائے ہیں بن پھول
اِس غنچۂ دل کو بھی ایما ہو کہ بن پھول

تنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا
تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہِ محن پھول

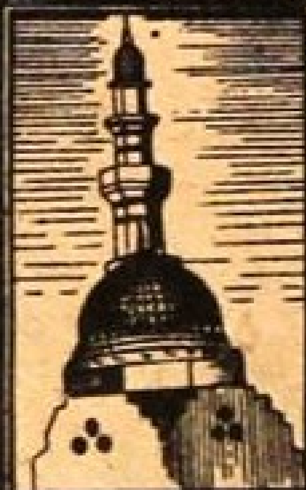
واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دُلہن پھول

دندان و لب و زلف و رخِ شہ کے فدائی
ہیں دُرِّ عدن لعلِ یمن مشکِ خُتن پھول

دل اپنا بھی شیدائی ہے اس ناخنِ پا کا
اتنا بھی مہِ نو پہ نہ اے چرخِ کہن پھول

کیا بات رضا اس چمنستانِ کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حُسین اور حَسن پھول

عزتِ رسول اللہ کی



عرشِ حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی

لا و ربِّ العرش جس کو جو مِلا اُن سے مِلا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

وہ جہنم میں گیا جو اُن سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

سورج اُلٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

تجھ سے اور جنّت سے کیا مطلب، وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے، جنّت رسول اللہ کی

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مَردک کہ ہوں اُمت رسول اللہ کی

ہم بھکاری وہ کریم، اُن کا خدا اُن سے فزوں
اور نا کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی

اہلِ سنّت کا ہے بیڑا پار اصحابِ رسول
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

ٹُوٹ جائیں گے گُنہ گاروں کے فوراً قید و بند
حشر کو کھل جائے گی طاقت رسول اللہ کی

یارب اک ساعت میں دُھل جائیں سیہ کاروں کے جرم
جوش پر آجائے اب رحمت رسول اللہ کی

اے رضا خود صاحبِ قرآں ہے مدّاحِ حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

چمکانے والے

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

برستا نہیں دیکھ کر ابرِ رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کے ٹھہرانے والے

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

میں مجرم ہوں آقا، مجھے ساتھ لے لو
کہ رستے میں ہیں جا بجا تھانے والے

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

ترا کھائیں تیرے غلاموں سے اُلجھیں
ہیں منکر عجب کھانے غُرّانے والے

رہے گا یُونہی اُن کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

رضا نفس دشمن ہے دم میں نہ آنا
کہاں تو نے دیکھے ہیں چندرانے والے

مالک و مولیٰ کہوں تجھے

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گُلِ زیبا کہوں تجھے

حرماں نصیب ہوں تجھے امید گہ کہوں
جانِ مراد و کانِ تمنّا کہوں تجھے

گُلزارِ قُدس کا گلِ رنگیں ادا کہوں
درمانِ دردِ بلبلِ شیدا کہوں تجھے

صبحِ وطن پہ شامِ غریباں کو دوں شرف
بیکس نواز گیسوؤں والا کہوں تجھے

اللہ رے تیرے جسمِ منوّر کی تابشیں
اے جانِ جاں میں جانِ تجلّیٰ کہوں تجھے

مجرم ہوں اپنے عفو کا ساماں کروں شہا
یعنی شفیع، روزِ جزا کا کہوں تجھے

اس مُردہ دل کو مژدہ حیاتِ ابد کا دوں
تاب و توانِ جانِ مسیحا کہوں تجھے

تیرے تو وصف عیبِ تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

کہہ لے گی سب کچھ ان کے ثناخواں کی خامشی
چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے

لیکن رضاؔ نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

اُٹھا دو پردہ

اُٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نورِ باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے

نہیں وہ میٹھی نگاہ والا خدا کی رحمت ہے جلوہ فرما
غضب سے ان کے خدا بچائے جلال باری عتاب میں ہے

جلی جلی بو سے اس کی پیدا ہے سوزشِ عشقِ چشمِ والا
کبابِ آہو میں بھی نہ پایا مزہ جو دل کے کباب میں ہے

اُنھیں کی بُو مایۂ سمن ہے اُنہیں کا جلوہ چمن چمن ہے
اُنہیں سے گلشن مہک رہے ہیں اُنھیں کی رنگت گلاب میں ہے

وہ گُل ہیں لبہائے نازک اُن کے ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے
گلاب گلشن میں دیکھے بلبل یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے

کھڑے ہیں منکر نکیر سر پر نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور
بتا دو آکر مرے پیمبر کہ سخت مشکل جواب میں ہے

خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچالو آکر شفیعِ محشر، تمہارا بندہ عذاب میں ہے

کریم اپنے کرم کا صدقہ لئیمِ بے قدر کو نہ شرما
تو اور رضا سے حساب لینا رضا بھی کوئی حساب میں ہے

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف اُن کی رسائی ہے

سُنتے ہیں کہ محشر میں صرف اُنکی رسائی ہے
گر اُن کی رسائی ہے لو جب تو بن آئی ہے

مچلا ہے کہ رحمت نے اُمّید بندھائی ہے
کیا بات تری مجرم کیا بات بنائی ہے

سب نے صفِ محشر میں للکار دیا ہم کو
اے بیکسوں کے آقا اب تیری دہائی ہے

یوں تو سب اُنہیں کا ہے پر دل کی اگر پوچھو
یہ ٹوٹے ہوئے دل ہی خاص اُنکی کمائی ہے

بازارِ عمل میں تو سودا نہ بنا اپنا
سرکارِ کرم تجھ میں عیبی کی سمائی ہے

گرتے ہوؤں کو مژدہ سجدے میں گرے مولیٰ
رو رو کے شفاعت کی تمہید اٹھائی ہے

اے دل یہ سُلگنا کیا جلنا ہے تو جل بھی اُٹھ
دم گھٹنے لگا ظالم کیا دھونی رمائی ہے

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھُٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

حرص و ہوسِ بد سے دل تو بھی ستم کر لے
تو ہی نہیں بیگانہ دُنیا ہی پرائی ہے

طیبہ نہ سہی افضل مکّہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

مطلع میں یہ شک کیا تھا واللہ رضاؔ واللہ
صرف انکی رسائی ہے صرف انکی رسائی ہے



کعبے کے بدر الدجیٰ تم پہ کروڑوں درود — طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود

شافعِ روزِ جزا تم پہ کروڑوں درود — دافعِ جملہ بلا تم پہ کروڑوں درود

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا — جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

دل کرو ٹھنڈا مرا وہ کفِ پا چاند سا — سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود

ذات ہوئی انتخاب وصف ہوئے لاجواب — نام ہوا مصطفیٰ تم پہ کروڑوں درود

تم سے جہاں کی حیات تم سے جہاں کا ثبات — اصل سے ہے ظل بندھا تم پہ کروڑوں درود

وہ شبِ معراج راج وہ صفِ محشر کا تاج — کوئی بھی ایسا ہوا تم پہ کروڑوں درود

اُف وہ رہِ سنگلاخ آہ یہ پا شاخ شاخ — اے مرے مشکل کشا تم پہ کروڑوں درود

تم سے کھلا بابِ جود تم سے ہے سب کا وجود — تم سے ہے سب کی بقا تم پہ کروڑوں درود

گرچہ ہیں بے حد قصور تم ہو عفو و غفور! — بخش دو جرم و خطا تم پہ کروڑوں درود

بے ہنر و بے تمیز کس کو ہوئے ہیں عزیز — ایک تمہارے سوا تم پہ کروڑوں درود

آس ہے کوئی نہ پاس ایک تمہاری ہے آس — بس ہے یہی آسرا تم پہ کروڑوں درود

آہ وہ راہِ صراط بندوں کی کتنی ہے بساط — المدد اے رہنما تم پہ کروڑوں درود

خلق تمہاری جمیل خلق تمہارا جلیل! — خلق تمہاری گدا تم پہ کروڑوں درود

سینہ ہے کہ داغ داغ کہدو کرے باغ باغ — طیبہ سے آکر صبا تم پہ کروڑوں درود

طیبہ کے ماہِ تمام جملہ رُسل کے امام — نوشہ ملکِ خدا تم پہ کروڑوں درود

تم سے جہاں کا نظام تم پہ کروڑوں سلام — تم پہ کروڑوں ثنا تم پہ کروڑوں درود

تم ہو جواد و کریم تم ہو رؤف و رحیم — بھیک ہو داتا عطا تم پہ کروڑوں درود

خلق کے حاکم ہو تم، رزق کے قاسم ہو تم — تم سے ملا جو ملا تم پہ کروڑوں درود

برسے کرم کی بھرن پھولیں نعم کے چمن — ایسی چلا دو ہوا تم پہ کروڑوں درود

اک طرف اعدائے دیں ایک طرف حاسدیں — بندہ ہے تنہا شہا تم پہ کروڑوں درود

کیوں کہوں بیکس ہوں میں کیوں کہوں بے بس ہوں میں — تم ہو میں تم پر فدا تم پہ کروڑوں درود

کرکے تمہارے گناہ، مانگیں تمہیں سے پناہ — تم کہو دامن میں آ تم پہ کروڑوں درود

ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی — کوئی کمی سرورا تم پہ کروڑوں درود

آنکھ عطا کیجیے اس میں ضیا دیجیے — جلوہ قریب آگیا تم پہ کروڑوں درود

کام وہ لے لیجیے تم کو جو راضی کرے

ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

*

رحمت کا قلمدان

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی منشیِ رحمت کا قلمدان گیا

لے خبر جلد کہ غیروں کی طرف دھیان گیا
میرے مولیٰ میرے آقا ترے قربان گیا

آہ، وہ آنکھ کہ ناکام تمنّا ہی رہی
ہائے وُہ دِل جو ترے دَر سے پُر ارمان گیا

دِل ہے وہ دِل جو تری یاد سے معمُور رہا
سَر ہے وہ سَر جو ترے قدموں پہ قربان گیا

اُنہیں جانا اُنہیں مانا، نہ رکھا غیر سے کام
لِلّٰہ الحمد میں دُنیا سے مسلمان گیا

اور تم پر مرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اُف رے منکر، یہ بڑھا جوشِ تعصّب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کمبخت کے ایمان گیا

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

مظہرِ کامل

محمد مظہرِ کامل ہے حق کی شانِ عزّت کا
نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ اندازِ وحدت کا

یہی ہے اصلِ عالم مادّہ ایجادِ خلقت کا
یہاں وحدت میں برپا ہے عجب ہنگامہ کثرت کا

گدا بھی منتظر ہے خلد میں نیکوں کی دعوت کا
خدا دن خیر سے لائے سخی کے گھر ضیافت کا

گنہ مغفور، دل روشن، خنک آنکھیں، جگر ٹھنڈا
تعالی اللہ ماہِ طیبہ عالم تیری طلعت کا

صفِ ماتم اُٹھے، خالی ہو زنداں، ٹوٹیں زنجیریں
گنہگارو! چلو، مولیٰ نے در کھولا ہے جنّت کا

الٰہی منتظر ہوں وہ خرامِ ناز فرمائیں
بچھا رکھا ہے فرش آنکھوں نے کمخوابِ بصارت کا

جنہیں مرقد میں تاحشر اُمتی کہہ کر پکارو گے
ہمیں بھی یاد کرلو ان میں صدقہ اپنی رحمت کا

رضائے خستہ جوشِ بحرِ عصیاں سے نہ گھبرانا
کبھی تو ہاتھ آجائے گا دامن اُن کی رحمت کا

مرے شاہ لے خبر

اے شافعِ اُمم شہِ ذی جاہ لے خبر
للہ لے خبر مری للہ لے خبر

دریا کا جوش ناؤ، نہ بیڑا نہ ناخدا
میں ڈوبا تو کہاں ہے مرے شاہ لے خبر

منزل کڑی ہے رات اندھیری میں نابلد
اے خضر لے خبر مری اے ماہ لے خبر

جنگل درندوں کا ہے میں بے یار شب قریب
گھیرے ہیں چار سمت سے بدخواہ لے خبر

منزل نئی، عزیز جدا لوگ ناشناس
ٹوٹا ہے کوہِ غم، مَیں پرِ کاہ لے خبر

وہ سختیاں سوال کی وہ صورتیں مہیب
اے غمزدوں کے حال سے آگاہ لے خبر

مجرم کو بارگاہِ عدالت میں لائے ہیں
تکتا ہے بے کسی میں تری راہ لے خبر

اہلِ عمل کو ان کے عمل کام آئیں گے
میرا ہے کون تیرے سوا آہ لے خبر

باہر زباں پیاس سے ہیں آفتاب گرم
کوثر کے شاہ کثرَہُ اللہ لے خبر

مانا کہ سخت مجرم و ناکارہ ہے رضا
تیرا ہی تو ہے بندۂ درگاہ لے خبر

بہارِ عارض

نارِ دوزخ کو چمن کردے بہارِ عارض
ظلمتِ حشر کو دن کردے بہارِ عارض

میں تو کیا چیز ہوں خود صاحبِ قرآں کو شہا
لاکھ مصحف سے پسند آئی بہارِ عارض

گرچہ قرآں ہے نہ قرآں کی برابر لیکن
کچھ تو ہے جس پہ ہے مدحِ نگارِ عارض

جلوہ فرمائیں رُخِ دل کی سیاہی مٹ جائے
صبح ہو جائے الٰہی شبِ تارِ عارض

نامِ حق پر کرے محبوب دل و جاں قرباں
حق کرے عرش سے تا فرش نثارِ عارض

حق نے بخشا ہے کرم نذرِ گدایاں ہو قبول
پیارے اک دل ہے وہ کرتے ہیں نثارِ عارض

آہ بے مائیگیٔ دل کہ رضائے محتاج
لے کر اک جان چلا بہرِ نثارِ عارض



جمالِ گُل



کیا ٹھیک ہو رُخِ نبوی پہ مثالِ گُل
پامالِ جلوہ کفِ پا ہے جمالِ گُل

جنّت ہے ان کے جلوہ سے جویائے رنگ و بُو
اے گُل ہمارے گُل سے ہے گُل کو سوالِ گُل

بلبل یہ کیا کہا میں کہاں فصلِ گُل کہاں
اُمید رکھ کہ عام ہے جوُد و نوالِ گُل

یارب ہرا بھرا رہے داغِ جگر کا باغ
ہر مہ مہِ بہار رہو ہر سال سالِ گُل

میں یادِ شہ میں رؤوں عنادل کریں ہجوم
ہر اشکِ لالہ فام پہ ہو احتمالِ گُل

نعتِ حضور میں مترنّم ہے عندلیب
شاخوں کے جھومنے سے عیاں وجد و حالِ گُل

کر اس کی یاد جس سے ملے چینِ عندلیب
دیکھا نہیں کہ خارِ الم ہے خیالِ گُل

دیکھا تھا خوابِ خارِ حرم عندلیب نے
کھٹکا کیا ہے آنکھ میں شب بھر خیالِ گُل

اُن دو کا صدقہ جن کو کہا میرے پھول ہیں
کیجے رضاؔ کو حشر میں خنداں مثالِ گُل

خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

زہے عزت و اعتلائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کہ ہے عرشِ حق زیرِ پائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مکاں عرش اُن کا، فلک فرش ان کا
مَلک خادمانِ سرائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

عجب کیا اگر رحم فرمائے ہم پر
خدائے محمد برائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

دمِ نزع جاری ہو میری زباں پر
محمد محمد، خدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

خدا ان کو کس پیار سے دیکھتا ہے
جو آنکھیں ہیں محوِ لقائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دُلہن بن کے نکلی دعائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

رضاؔ پُل سے اب وجد کرتے گذریئے
کہ ہے ربِّ سَلِّمْ صدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم



شہنشاہ کا روضہ دیکھو

حاجیو، آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

رکنِ شامی سے مٹی وحشتِ شامِ غربت
اب مدینے کو چلو صبحِ دل آرا دیکھو

آبِ زمزم تو پیا خوب بجھائیں پیاسیں
آؤ جودِ شہِ کوثر کا بھی دریا دیکھو

زیرِ میزاب ملے خوب کرم کے چھینٹے
ابرِ رحمت کا یہاں زور برسنا دیکھو

خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلافِ کعبہ
قصرِ محبوب کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو

زینتِ کعبہ میں تھا لاکھ عروسوں کا بناؤ
جلوہ فرما یہاں کونین کا دولہا دیکھو

دھو چکا ظلمتِ دل بوسہ سنگِ اسود
خاک بوسیِ مدینہ کا بھی رتبا دیکھو

جمعہ مکہ تھا عید، اہلِ عبادت کے لیے
مجرمو! آؤ یہاں عیدِ دوشنبا دیکھو

رقصِ بسمل کی بہاریں تو منیٰ میں دیکھیں
دلِ خوں نابہ فشاں کا بھی تڑپنا دیکھو

غور سے سن تو رضاؔ کعبہ سے آتی ہے صدا
میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو

واہ واہ

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ واہ
قرض لیتی ہے گنہ پرہیزگاری واہ واہ

اُنگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجِ آبِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

نفس یہ کیا ظلم ہے جب دیکھو تازہ جُرم ہے
ناتواں کے سر پہ اتنا بوجھ بھاری واہ واہ

مجرموں کو ڈھونڈتی پھرتی ہے رحمت کی نگاہ
طالعِ برگشتہ تیری سازگاری واہ واہ

کیا مدینے سے صبا آئی کہ پھولوں میں ہے آج
کچھ نئی بو بھینی بھینی پیاری پیاری واہ واہ

اُس طرف روضہ کا نور اِس سمت منبر کی بہار
بیچ میں جنّت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

صدقے اُس انعام کے قربان اس اکرام کے
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ

پارۂ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفے میں رضا
اِن سگانِ کُو سے اتنی جان پیاری واہ واہ



صبحِ طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا — صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

باغِ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا — مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

آئی بدعت چھائی ظلمت رنگ بدلا نور کا — ماہِ سنت مہرِ طلعت لے لے بدلا نور کا

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا — نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا — سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا — تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نور کا

میل سے کس درجہ ستھرا ہے وہ پتلا نور کا — ہے گلے میں آج تک کوراہی کرتا نور کا

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا — سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایا نور کا

وصفِ رخ میں گاتی ہیں حوریں ترانہ نور کا — قدرتی بینوں میں کیا بجتا ہے لہرا نور کا

جو گدا دیکھو لیے جاتا ہے توڑا نور کا — نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا — تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانا نور کا

نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا — ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

نزع میں لوٹے گا خاکِ در پہ شیدا نور کا — مر کے اوڑھے گی عروسِ جاں دوپٹا نور کا

اے رضاؔ یہ احمدِ نوری کا فیضِ نور ہے
ہو گئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

معراج نامہ

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں، عرب کے مہمان کے لیے تھے

بہار ہے شادیاں مبارک، چمن کو آبادیاں مبارک
مَلک فلک سب اپنی اپنی لَے میں یہ گھر عنادل کا بولتے تھے

نئی دُلہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

خوشی کے بادل امنڈ کے آئے دلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمۂ نعمت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آ رہے تھے

پہاڑیوں کا وہ حُسنِ تزئین وہ اونچی چوٹی وہ ناز و تمکیں
صبا سے سبزہ میں لہریں آتیں دوپٹے دھانی چُنے ہوئے تھے

خُدا ہی دے صبر جانِ پُرغم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قُدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے

اُتار کر ان کے رُخ کا صدقہ یہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا
کہ چاند سُورج مچل مچل کر جبیں کی خیرات مانگتے تھے

وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی، کٹورے تاروں نے بھر لیے تھے

تجلّیِ حق کا سہرا سر پر صلاۃ و تسلیم کی نچھاور
دو رُویہ قدسی پرے جما کر کھڑے سلامی کے واسطے تھے

نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سِر عیاں ہو معنیٔ اوّل آخر

کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر، جو سلطنت آگے کر گئے تھے

یہ اُن کی آمد کا دبدبہ تھا نکھار ہر شے کا ہو رہا تھا

نجوم و افلاک و جام و مینا اُجالتے تھے کھنگالتے تھے

چلا وہ سروِ چماں خراماں نہ رُک سکا سدرہ سے بھی داماں

پلک جھپکتی رہی وہ کب کے سب این و آں سے گذر گئے تھے

جھلک سی اک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی

سواری دُولھا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

جھکا تھا مجرے کو عرشِ اعلیٰ گری تھی سجدے میں بزمِ بالا

یہ آنکھیں قدموں سے مَل رہا تھا وہ گرد قربان ہو رہے تھے

یہی سماں تھا کہ پیکِ رحمت خبر یہ لایا کہ چلیے حضرت

تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے

بڑھ اے محمد، قریں ہو احمد، قریب آ سرورِ مُمجّد

نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

حجاب اُٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے

عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

نبیِ رحمت شفیعِ اُمّت رضاؔ پہ للہ ہو عنایت

اِسے بھی اُن خِلعتوں سے حصّہ جو خاصِ رحمت کے واں بٹے تھے

وصفِ رُخ

وصفِ رُخ اُن کا کیا کرتے ہیں شرحِ والشمس وضحیٰ کرتے ہیں
اُن کی ہم مدح وثنا کرتے ہیں جن کو محمود کہا کرتے ہیں

ماہِ شق گشتہ کی صورت دیکھو، کانپ کر، مہر کی رجعت دیکھو
مصطفیٰ پیارے کی قدرت دیکھو، کیسے اعجاز ہوا کرتے ہیں

تو ہے خورشیدِ رسالت پیارے، چھپ گئے تیری ضیا میں تارے
اَنبیا اور ہیں سب مہ پارے، تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں

اپنے مولیٰ کی ہے بس شانِ عظیم، جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم، پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

جب صبا آتی ہے طیبہ سے اِدھر، کھلکھلا پڑتی ہیں کلیاں یکسر
پھول جامہ سے نکل کر باہر رخِ رنگیں کی ثنا کرتے ہیں

کیوں نہ زیبا ہو تجھے تاجوری تیرے ہی دم کی ہے سب جلوہ گری
مُلک و جِنّ و بشر حُور و پری، جان سب تجھ پہ فدا کرتے ہیں

ٹوٹ پڑتی ہیں بلائیں جن پر، جن کو ملتا نہیں کوئی یاور
ہر طرف سے وہ پُر ارماں پھر کر، اُن کے دامن میں چھپا کرتے ہیں

لب پہ آجاتا ہے جب نامِ جناب، مُنہ میں گھل جاتا ہے شہدِ نایاب
وجد میں ہو کے ہم اے جانِ بیتاب، اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

اپنے دل کا ہے اُنہیں سے آرام، سونپے ہیں اپنے انہیں کو سب کام
لو لگی ہے کہ اب اس در کے غلام چارۂ دردِ رضا کرتے ہیں

پیارے گیسو

چمنِ طیبہ میں سُنبُل جو سنوارے گیسو
حُور بڑھ کر شکنِ ناز پہ وارے گیسو

کی جو بالوں سے ترے روضے کی جاروب کشی
شب کے شبنم نے تبرّک کو ہیں دھارے گیسو

ہم سیہ کاروں پہ یارب تپشِ محشر میں
سایہ افگن ہوں ترے پیارے کے پیارے گیسو

آخرِ حج غمِ امّت میں پریشاں ہو کر
تیرہ بختوں کی شفاعت کو سدھارے گیسو

سوکھے دھانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے
چھائیں رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو

سلسلہ پا کے شفاعت کا جھکے پڑتے ہیں
سجدۂ شکر کے کرتے ہیں اشارے گیسو

دیکھو قرآں میں شبِ قدر ہے تا مطلعِ فجر
یعنی نزدیک ہیں عارض کے وہ پیارے گیسو

بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں گلیاں واللہ
کیسے پھولوں میں بسائے ہیں تمہارے گیسو

مژدہ ہو قبلہ سے گھنگھور گھٹائیں امڈیں
ابروؤں پر وہ جھکے جھوم کے بارے گیسو

تیل کی بُوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضا
صبحِ عارض پہ لٹاتے ہیں ستارے گیسو

جلوۂ جاناں ہم کو

یاد میں جس کے نہیں ہوش تن و جاں ہم کو
پھر دکھا دے وہ رُخ اے مہرِ فروزاں ہم کو

دیر سے آپ میں آتا نہیں ملتا ہے ہمیں
کیا ہی خود رفتہ کیا جلوۂ جاناں ہم کو

جس تبسّم نے گلستاں پہ گرائی بجلی
پھر دکھا دے وہ ادائے گلِ خنداں ہم کو

شمعِ طیبہ سے میں پروانہ رہوں کب تک دور
ہاں جلا دے شررِ آتشِ پنہاں ہم کو

خاک ہو جائیں درِ پاک پہ حسرت مٹ جائے
یا الٰہی نہ پھرا بے سر و ساماں ہم کو

جب سے آنکھوں میں سمائی ہے مدینے کی بہار
نظر آتے ہیں خزاں دیدہ گلستاں ہم کو

نیّرِ حشر نے اک آگ لگا رکھی ہے
تیز ہے دھوپ ملے سایۂ داماں ہم کو

رحم فرمائیے یا شاہ کہ اب تاب نہیں
تا بکے خون رُلائے غمِ ہجراں ہم کو

پردہ اس چہرۂ انور سے اٹھا کر اک بار
اپنا آئینہ بنا اے مہِ تاباں ہم کو

اے رضا وصفِ رُخِ پاک سنانے کے لیے
نذر دیتے ہیں چمن مرغِ غزل خواں ہم کو

پُل سے اُتارو راہ گذر کو خبر نہ ہو

پُل سے اُتارو راہ گذر کو خبر نہ ہو
جبریل پَر بچھائیں تو پَر کو خبر نہ ہو

کانٹا مرے جگر سے غمِ روزگار کا
یوں کھینچ لیجیے کہ جگر کو خبر نہ ہو

فریاد اُمتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیرِ بشر کو خبر نہ ہو

کہتی تھی یہ بُراق سے اس کی سُبک روی
یوں جایئے کہ گردِ سفر کو خبر نہ ہو

ایسا گماں دے ان کی وِلا میں خدا ہمیں
ڈھونڈا کرے پر اپنی خبر کو خبر نہ ہو

آ، دِل حرم کو روکنے والوں سے چھپ کے آ
یوں اُٹھ چلیں کہ پہلو و بر کو خبر نہ ہو

اے شوقِ دل یہ سجدہ گر اُن کو روا نہیں
اچھا وہ سجدہ کیجیے کہ سر کو خبر نہ ہو

ان کے سوا رضا کوئی حامی نہیں جہاں
گذرا کرے پسر پہ پدر کو خبر نہ ہو

زمین و زماں تمہارے لیے

زمین و زماں تمہارے لیے مکین و مکان تمہارے لیے

چنیں و چناں تمہارے لیے، بنے دو جہاں تمہارے لیے

دہن میں زباں تمہارے لیے بدن میں ہے جاں تمہارے لیے

ہم آئے یہاں تمہارے لیے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے

فرشتے خدم رسول حشم تمام امم غلام کرم

وجود و عدم حدوث و قدم جہاں میں عیاں تمہارے لیے

اصالت کل، امامت کل، سیادت کل، امارت کل

حکومت کل ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لیے

تمہاری چمک، تمہاری دمک تمہاری جھلک تمہاری مہک

زمین و فلک سماک و سمک میں سکہ رواں تمہارے لیے

نہ روح امیں، نہ عرش بریں، نہ لوح مبیں کوئی بھی کہیں

خبر ہی نہیں جو رمزیں کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لیے

جناں میں چمن، چمن میں سمن، سمن میں پھبن پھبن میں دلہن

سزائے محن پر ایسے منن یہ امن و اماں تمہارے لیے

اشارے سے چاند چیر دیا ڈوبے ہوئے خور کو پھیر لیا

گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و تواں تمہارے لیے

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے

لوا کے تلے ثنا میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لیے

سرورِ ہر رسول و ولی

نبی سرورِ ہر رسول و ولی ہے
نبی رازدارِ مع اللہ لی ہے

وہ نامی کہ نامِ خدا نام تیرا
رؤف و رحیم و علیم و علی ہے

ہے بیتاب جس کے لیے عرشِ اعظم
وہ اس رہرو لامکاں کی گلی ہے

تلاطم ہے کشتی پہ طوفانِ غم کا
یہ کیسی ہوائے مخالف چلی ہے

نہ کیونکر کہوں یا حبیبی اغثنی
اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے

صبا ہے مجھے صرصرِ دشتِ طیبہ
اسی سے کلی میرے دل کی کھلی ہے

ترے چاروں ہمدم ہیں یک جان و یکدل
ابوبکر، فاروق، عثماں، علی ہے

خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے
دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

تمنا ہے فرمایئے روزِ محشر!
یہ تیری رہائی کی چٹھی ملی ہے

ترے در کا درباں ہے جبریلِ اعظم
ترا مدح خواں ہر نبی و ولی ہے

شفاعت کرے حشر میں جو رضا کی
سِوا تیرے کس کو یہ قدرت ملی ہے

★

روضہ کی جالی ہاتھ میں

ہے لبِ عیسیٰ سے جاں بخشی نرالی ہاتھ میں
سنگ ریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں

جُودِ شاہِ کوثر اپنے پیاسوں کا جویا ہے آپ
کیا عجب اُڑ کر جو آپ آجائے پیالی ہاتھ میں

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

دستگیرِ ہر دو عالم کر دیا سبطین کو۔!
اے میں قرباں جانِ جاں انگشت کیا لی ہاتھ میں

آہ وہ عالم کہ آنکھیں بند اور لب پر درود
وقفِ سنگِ در جبیں، روضہ کی جالی ہاتھ میں

جس نے بیعت کی بہارِ حُسن پر قرباں رہا
ہیں لکیریں نقشِ تسخیرِ جمالی ہاتھ میں

حشر میں کیا کیا مزے وارفتگی کے لوں رضا
لوٹ جاؤں پا کے وہ دامانِ عالی ہاتھ میں

پیشِ حق مژدہ شفاعت کا سُناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

دل نکل جانے کی جا ہے آہ کن آنکھوں سے وہ
ہم سے پیاسوں کے لیے دریا بہاتے جائیں گے

کشتگانِ گرمیِ محشر کو وہ جانِ مسیح
آج دامن کی ہوا دے کر جِلاتے جائیں گے

گُل کھِلے گا آج یہ اُن کا نسیم فیض سے
خون روتے آئیں گے ہم مسکراتے جائیں گے

ہاں چلو حسرت زدو سنتے ہیں وہ دن آج ہے
تھی خبر جبکی کہ وہ جلوہ دکھاتے جائیں گے

خاک افتادہ بس ان کے آنے ہی کی دیر ہے
خود وہ گِر کر سجدے میں تم کو اُٹھاتے جائیں گے

لو وہ آئے مسکراتے ہم اسیروں کی طرف
خرمنِ عصیاں پہ اب بجلی گراتے جائیں گے

حشر تک ڈالیں کے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم
مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر اُن کا سُناتے جائیں گے

خوشتر ایڑیاں

عارضِ شمس و قمر سے بھی انور ایڑیاں
عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں وہ خوشتر ایڑیاں

جا بجا پرتو فگن ہیں آسماں پر ایڑیاں
دن کو ہیں خورشید شب کو ماہ و اختر ایڑیاں

ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دنیا کا تاج
جس کی خاطر مر گئے منعم رگڑ کر ایڑیاں

دو قمر دو پنجۂ خور دو ستارے دس ہلال
ان کے تلوے پنجے ناخن پائے اطہر ایڑیاں

ہائے اس پتھر سے اس سینہ کی قسمت پھوڑیئے
بے تکلف جس کے دل میں یوں کریں گھر ایڑیاں

تاجِ روح القدس کے موتی جسے سجدہ کریں
رکھتی ہیں واللہ وہ پاکیزہ گوہر ایڑیاں

ایک ٹھوکر میں اُحد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

اے رضاؔ طوفانِ محشر کے تلاطم سے نہ ڈر
شاد ہو، ہیں کشتیٔ اُمت کو لنگر ایڑیاں

گلبنِ رحمت

گنہ گاروں کو ہاتف سے نویدِ خوش مآلی ہے
مبارک ہو شفاعت کے لیے احمد سا والی ہے

قضا حق ہے مگر اس شوق کا اللہ والی ہے
جو اُن کی راہ میں جائے وہ جان اللہ والی ہے

ترا قدِ مبارک گلبنِ رحمت کی ڈالی ہے
اسے بُو کر ترے رب نے بِنا رحمت کی ڈالی ہے

تمہاری شرم سے شانِ جلالِ حق ٹپکتی ہے
خمِ گردن ہلالِ آسمانِ ذوالجلالی ہے

زہے خود گم جو گم ہونے پہ یہ ڈھونڈے کہ کیا پایا
ارے جب تک کہ پانا ہے جبھی تک ہاتھ خالی ہے

میں اک محتاجِ بے وقعت گدا تیرے سگِ در کا
تری سرکار والا ہے ترا دربار عالی ہے

تری بخشش پسندی عذر جوئی توبہ خواہی سے
عمومِ بیگناہی جرمِ شانِ لاابالی ہے

ابو بکر و عمر، عثمانؓ و حیدر جس کے بُلبل ہیں
ترا سروِ سہی اُس گلبن خوبی کی ڈالی ہے

رضا قسمت ہی کھل جائے جو گیلانؔ سے خطاب آئے
کہ تُو ادنیٰ سگِ درگاہِ خدامِ معالی ہے







بھینی سہانی صبح میں ٹھنڈک جگر کی ہے
کلیاں کھلیں دلوں کی ہوا یہ کدھر کی ہے

ہاں ہاں رہِ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ
اُو پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے

وارُوں قدم قدم پہ کہ ہر دم ہے جانِ نو
یہ راہِ جانفزا مرے مولیٰ کے در کی ہے

اللہ اکبر اپنے قدم اور یہ خاکِ پاک
حسرت ملائکہ کو جہاں وضعِ سر کی ہے

محبوبِ ربِ عرش ہے اس سبز قبہ میں
پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے

کیوں تاجدارو خواب میں دیکھی کبھی یہ شے
جو آج جھولیوں میں گدایانِ در کی ہے

طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند
سیدھی سڑک یہ شہرِ شفاعت نگر کی ہے

عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہدو!
مکہ نہیں کہ جانچ جہاں خیر و شر کی ہے

اپنا شرف دُعا سے ہے باقی رہا قبول
یہ جانیں انکے ہاتھ میں کنجی اثر کی ہے

سرکار ہم گنواروں میں طرزِ ادب کہاں
ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے

مانگیں گے مانگے جائیں گے مُنہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

سنکی وہ دیکھ بادِ شفاعت کہ دے ہوا
یہ آبرو رضا ترے دامانِ تر کی ہے

یا رسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا

سر سوئے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا •
دل تھا ساجد نجدیا پھر تجھ کو کیا

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے
یا رسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا

بے خودی میں سجدۂ در یا طواف
جو کیا اچھا کیا پھر تجھ کو کیا

ان کے نام پاک پر دل جان ومال
نجدیا سب تجدیا پھر تجھ کو کیا

دشتِ گرد و پیشِ طیبہ کا ادب
مکہ سا تھا یا سوا پھر تجھ کو کیا

نجدی مرتا ہے کہ کیوں تعظیم کی
یہ ہمارا دین تھا پھر تجھ کو کیا

دیو تجھ سے خوش ہے پھر ہم کیا کریں
ہم سے راضی ہے خدا پھر تجھ کو کیا

دیو کے بندوں سے ہم کو کیا غرض
ہم ہیں عبد المصطفےٰ پھر تجھ کو کیا

تیری دوزخ سے تو کچھ چھینا نہیں
خلد میں پہنچا رضا پھر تجھ کو کیا

ذکرِ آیاتِ ولادت کیجیے

دشمنِ احمد پہ شدّت کیجیے
ملحدوں کی کیا مروّت کیجیے

ذکر اُن کا چھیڑیے ہر بات میں
چھیڑنا شیطاں کا عادت کیجیے

مثلِ فارس زلزلے ہوں نجد میں
ذکرِ آیاتِ ولادت کیجیے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یارسول اللہ کی کثرت کیجیے

کیجیے چرچا انھیں کا صبح و شام
جانِ کافر پر قیامت کیجیے

آپ درگاہِ خدا میں ہیں وجیہ
ہاں شفاعت بالوجاہت کیجیے

حق تمہیں فرما چکا اپنا حبیب
اب شفاعت بالمحبت کیجیے

اِذن کب کا، مل چکا اب تو حضور
ہم غریبوں کی شفاعت کیجیے

شرک ٹھہرے جس میں تعظیمِ حبیب
اُس بُرے مذہب پہ لعنت کیجیے

ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی
عشق کے بدلے عداوت کیجیے

بیٹھتے اُٹھتے حضورِ پاک سے
التجا و استعانت کیجیے

یا رسول اللہ دُہائی آپ کی
گوشمالِ اہلِ بدعت کیجیے

غوثِ اعظم آپ سے فریاد ہے
زندہ پھر یہ پاک ملّت کیجیے

یا خدا تجھ تک ہے سب کا منتہیٰ
اولیا کو حکمِ نصرت کیجیے

میرے آقا حضرت اچھے میاں
ہو رضاؔ اچھا وہ صورت کیجیے

دل کو اُنسے خُدا جُدا نہ کرے

دِل کو اُن سے خُدا جُدا نہ کرے
بیکسی لُوٹ لے خدا نہ کرے

یہ وہی ہیں کہ بخش دیتے ہیں
کون اِن جرموں پر سزا نہ کرے

دل کہاں لے چلا حرم سے مجھے
ارے تیرا بُرا خدا نہ کرے

حشر میں ہم بھی سیر دیکھیں گے
منکر آج اُن سے التجا نہ کرے

ضُعف مانا مگر یہ ظالم دل
اُن کے رستے میں تو تھکا نہ کرے

جب تری خُو ہے سب کا جی رکھنا
وہی اچھا جو دل بُرا نہ کرے

دل سے اک ذوقِ مے کا طالب ہوں
کون کہتا ہے اِتّقا نہ کرے

لے رضا سب چلے مدینے کو!
میں نہ جاؤں! ارے خدا نہ کرے

مشکل کشائی آپ کے ناخن اگر کریں

اہلِ صراط روحِ امیں کو خبر کریں
جاتی ہے اُمتِ نبوی فرش پَر کریں
ان فتنہ ہائے حشر سے کہہ دو حذر کریں
نازوں کے پالے آتے ہیں رہ سے گذر کریں
بد ہیں تو آپ کے ہیں بھلے ہیں تو آپ کے
ٹکڑوں سے تو یہاں کے پلے رُخ کدھر کریں
سرکار ہم کمینوں کے اطوار پر نہ جائیں
آقا حضور اپنے کرم پر نظر کریں
اُن کی حرم کے خار کشیدہ ہیں کس لیے
آنکھوں میں آئیں سر پہ رہیں دل میں گھر کریں
جالوں پہ جال پڑ گئے للہ وقت ہے
مشکل کشائی آپ کے ناخن اگر کریں
منزل کڑی ہے شانِ تبسم کرم کرے
تاروں کی چھاؤں نور کے تڑکے سفر کریں
کلکِ رضا ہے خنجرِ خونخوار برق بار
اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

ترا اللہ والی ہے

اندھیری رات ہے غم کی گھٹا عصیاں کی کالی ہے
دلِ بیکس کا اس آفت میں آقا تو ہی والی ہے
نہ ہو مایوس آتی ہے صدا گورِ غریباں سے
نبی اُمت کا حامی ہے خدا بندوں کا والی ہے
اُترتے چاند ڈھلتی چاندنی جو ہو سکے کر لے
اندھیرا پاکھ آتا ہے یہ دو دن کی اُجالی ہے
ارے یہ بھیڑیوں کا بن ہے اور شام آگئی سر پر
کہاں سویا مسافر ہائے کتنا لااُبالی ہے
اندھیرا گھر، اکیلی جان دم گھٹتا دل اکتاتا
خدا کو یاد کر پیارے وہ ساعت آنے والی ہے
زمیں تپتی، کٹیلی راہ، بھاری بوجھ گھائل پاؤں
مصیبت جھیلنے والے ترا اللہ والی ہے
نہ چونکا دن ہے ڈھلنے پر تری منزل ہوئی کھوٹی
ارے او جانے والے نیند یہ کب کی نکالی ہے
رضا منزل تو جیسی ہے وہ اک میں کیا سبھی کو ہے
تم اس کو روتے ہو یہ تو کہو یاں ہاتھ خالی ہے

برس جانے دو

زائرو، پاسِ ادب رکھو ہوس جانے دو
آنکھیں اندھی ہوئی ہیں ان کو ترس جانے دو

سوکھی جاتی ہے امیدِ غربا کی کھیتی
بوندیاں لکۂ رحمت کی برس جانے دو

پلٹی آتی ہے ابھی وجد میں جانِ شیریں
نغمۂ قُم کا ذرا کانوں میں رس جانے دو

ہم بھی چلتے ہیں ذرا قافلے والو ٹھہرو!
گٹھریاں توشۂ اُمید کی کس جانے دو

دیدِ گل اور بھی کرتی ہے قیامت دل پر
ہم صفیرو! ہمیں پھر سوئے قفس جانے دو

آتشِ دل بھی تو بھڑکاؤ ادب داں نالو!
کون کہتا ہے کہ تم ضبطِ نفس جانے دو

کیوں تنِ زار کے درپے ہوئے دل کے شعلو!
شیوۂ خانہ براندازیِ خس جانے دو

اے رضا آہ کہ یوں سہل کٹیں جرم کے سال
دو گھڑی کی بھی عبادت تو برس جانے دو

مہکنے والے

کیا مہکتے ہیں مہکنے والے
بُو پہ چلتے ہیں بھٹکنے والے

جگمگا اُٹھی مری گور کی خاک
تیرے قربان چمکنے والے

مہِ بے داغ کے صدقے جاؤں
یوں دمکتے ہیں دمکنے والے

عرش تک پھیلی ہے تابِ عارض
کیا جھلکتے ہیں جھلکنے والے

گلِ طیبہ کی ثنا گاتے ہیں
نخلِ طوبیٰ پہ چہکنے والے

عاصیو تھام لو دامن اُن کا
وہ نہیں ہاتھ جھٹکنے والے

سُنّیو اُن سے مدد مانگے جاؤ
پڑے بکتے رہیں بکنے والے

شمعِ یادِ رُخِ جاناں نہ بجھے
خاک ہو جائیں بھڑکنے والے

موت کہتی ہے کہ جلوہ ہے قریب
اک ذرا سو لیں بلکنے والے

مے کہاں اور کہاں میں زاہد
یوں چھکتے ہیں چھکنے والے

کفِ دریائے کرم میں ہیں رضا
پانچ فوّارے چھلکنے والے

کیا ہونا ہے؟

راہ پُر خار ہے کیا ہونا ہے؟ | پاؤں افگار ہے کیا ہونا ہے؟

خشک ہے خون کہ دشمن ظالم | سخت خونخوار ہے کیا ہونا ہے؟

دل کہ تیمار ہمارا کرتا! | آپ بیمار ہے کیا ہونا ہے؟

چھپ کے لوگوں سے کیے جس کے گناہ | وہ خبردار ہے کیا ہونا ہے؟

کام زنداں کے کیے اور ہمیں | شوقِ گلزار ہے کیا ہونا ہے؟

ہائے نیند مسافر تیری | کوچ تیار ہے کیا ہونا ہے؟

گھر بھی جانا ہے مسافر کہ نہیں | مت پہ کیا مار ہے کیا ہونا ہے؟

پار جانا ہے نہیں ملتی ناؤ | زور پر دھار ہے کیا ہونا ہے؟

روشنی کی ہمیں عادت اور گھر | تیرہ و تار ہے کیا ہونا ہے؟

اُن کو رحم آئے تو آئے ورنہ | وہ کھڑی مار ہے کیا ہونا ہے؟

جانے والوں پہ یہ رونا کیسا | بندہ ناچار ہے کیا ہونا ہے؟

نزع میں دھیان نہ بٹ جائے کہیں | یہ عبث پیار ہے کیا ہونا ہے؟

کیوں رضا کڑھتے ہو ہنستے اُٹھو!
جب وہ غفار ہے کیا ہونا ہے؟

شافع شہ ابرار

مژدہ باد اے عاصیو! شافع شہ ابرار ہے
تہنیت اے مجرمو! ذاتِ خدا غفار ہے

عرش سا فرشِ زمیں ہے فرش پا عرشِ بریں
کیا نرالی طرز کی نامِ خدا رفتار ہے

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدے کریں
بارک اللہ مرجعِ عالم یہی سرکار ہے

جن کو سوئے آسماں پھیلا کے جل تھل بھر دیئے
صدقہ اُن ہاتھوں کا پیارے ہم کو بھی درکار ہے

تیرے ہی دامن پہ ہر عاصی کی پڑتی ہے نظر
ایک جانِ بے خطا پر دو جہاں کا بار ہے

جوشِ طوفاں بحرِ بے پایاں ہَوا ناساز گار
نوح کے مولیٰ کرم کر لے تو بیڑا پار ہے

رحمۃ للعٰلمین تیری دُہائی دب گیا
اب تو مولیٰ بے طرح سر پر گنہ کا بار ہے

گونج گونج اُٹھے ہیں نغماتِ رضاؔ سے بوستاں
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے

بول بالے مری سرکاروں کے

ذرّے جھڑ کر تری پیزاروں کے
تاجِ سر بنتے ہیں سیاروں کے

ہم سے چوروں پہ جو فرمائیں کرم
خلعتِ زر بنیں پشتاروں کے

میرے آقا کا در ہے جس پر
ماتھے گھِس جاتے ہیں سرداروں کے

مجرمو! چشمِ تبسم رکھو
پھول بن جاتے ہیں انگاروں کے

تیرے ابرو کے تصدّق پیارے
بند کرے ہیں گرفتاروں کے

جان و دل تیرے قدم پر وارے
کیا نصیبے ہیں ترے یاروں کے

صدق و عدل و کرم و ہمت میں
چار سو شُہرے ہیں اِن چاروں کے

بہرِ تسلیم علی میداں میں!
سر جھکے رہتے ہیں تلواروں کے

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا
بول بالے مری سرکاروں کے

کیونکر اُتریں پار ہم

پاٹ وہ کچھ دھار یہ کچھ زار ہم
یا الٰہی کیوں کر اتریں پار ہم

کس بلا کی مے سے ہیں سرشار ہم
دن ڈھلا ہوتے نہیں ہوشیار ہم

تم کرم سے مشتری ہر عیب کے
جنسِ نامقبولِ ہر بازار ہم

صدقہ اپنے بازوؤں کا المدد
کیسے توڑیں یہ بتِ پندار ہم

اپنی رحمت کی طرف دیکھیں حضور
جانتے ہیں جیسے ہیں بدکار ہم

اپنے مہمانوں کا صدقہ ایک بوند
مر مٹے پیاسے اِدھر سرکار ہم

اپنے کوچے سے نکالا تو نہ دو
ہیں تو حد بھر کے خدائی خوار ہم

ہاتھ اٹھا کر ایک ٹکڑا اے کریم
ہیں سخی کے مال میں حقدار ہم

اپنی ستاری کا یارب واسطہ
ہوں نہ رُسوا برسرِ دربار ہم

اتنی عرض آخری کہہ دو کوئی
ناؤ ٹوٹی آ پڑے منجدھار ہم

میں نثار ایسا مسلماں کیجیے
توڑ ڈالیں نفس کا زُنّار ہم

دل کے ٹکڑے نذر حاضر لائے ہیں
اے سگانِ کوچۂ دلدار ہم

اُن کے آگے دعوئِ ہستی رضا
کیا بکے جاتا ہے یہ ہر بار ہم





لطف اُن کا عام ہو ہی جائے گا
شاد ہر ناکام ہو ہی جائے گا

جان دیدو، وعدۂ دیدار پر
نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا

یاد رہ جائیں گی یہ بے باکیاں
نفس تو تو رام ہو ہی جائے گا

سائلو، دامن سخی کا تھام لو
کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا

یادِ ابرو کر کے تڑپو بلبلو!
ٹکڑے ٹکڑے دام ہو ہی جائے گا

مفلسو، اُن کی گلی میں جا پڑو
باغِ خلد اکرام ہو ہی جائے گا

غم تو اُن کو بھول کر لپٹا ہے یوں
جیسے اپنا کام ہو ہی جائے گا

اب تو لائی ہے شفاعت عفو پر
بڑھتے بڑھتے عام ہو ہی جائے گا

اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے
دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

مصطفےٰ خیر الوریٰ ہو

مصطفےٰ خیر الوریٰ ہو — سرورِ ہر دو سرا ہو

اپنے اچھوں کا تصدق — ہم بدوں کو بھی نبا ہو

کس کے پھر ہو کر رہیں ہم — گر تمہی ہم کو نہ چاہو

بد کریں ہر دم بُرائی — تم کہو اُن کا بھلا ہو

ہم وہی بے شرم بد ہیں — تُم وہی کانِ حیا ہو

ہم وہی ننگِ جفا ہیں — تُم وُہی جانِ جفا ہو

ہم وہی قابل سزا کے — تم وہی رحمِ خدا ہو

تم کو ہو واللہ تم کو — جانِ و دل تم پر فدا ہو

تم کو غم سے کیا تعلق — بے کسوں کے غم زُدا ہو

وہ عطا دے تم عطا لو — وہ وہی چاہے جو چاہو

کیوں رضا مشکل سے ڈریئے — جب نبی مشکل کُشا ہو



عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے
جانِ مراد اب کدھر ہائے ترا مکان ہے

بزمِ ثنائے زلف میں میری عروسِ فکر کو
ساری بہارِ ہشت خلد چھوٹا سا عطردان ہے

عرش پہ جا کے مرغِ عقل تھک کے گرا غش آگیا
اور ابھی منزلوں پرے پہلا ہی آستان ہے

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش میں طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

مجھ سا سیاہ کار کون ان سا شفیع ہے کہاں
پھر وہ تجھی کو بھول جائیں دل یہ ترا گمان ہے

پیشِ نظر وہ نوبہار سجدے کو دل ہے بیقرار
روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے

بارِ جلال اٹھا لیا گرچہ کلیجہ شق ہوا
یوں تو یہ ماہِ سبزہ رنگ نظروں میں دھان پان ہے

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبدِ مصطفےٰ
تیرے لیے امان ہے تیرے لیے امان ہے

لالہ زار

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں
در بدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں

آہ کل عیش تو کیے ہم نے
آج وہ بے قرار پھرتے ہیں

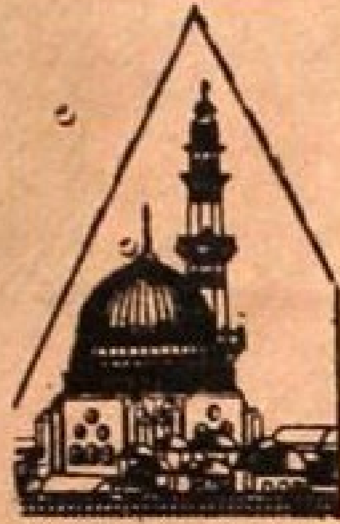
اُس گلی کا گدا ہیں، جس میں
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں
دشتِ طیبہ کے خار پھرتے ہیں

رکھیے جیسے ہیں خانہ زاد ہیں ہم
مول کے عیب دار پھرتے ہیں

ہائے غافل وہ کیا جگہ ہے جہاں
پانچ جاتے ہیں چار پھرتے ہیں

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضاؔ
تجھ سے کتّے ہزار پھرتے ہیں



چراغ لے کے چلے

لحد میں عشقِ رُخِ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سُنی تھی چراغ لے کے چلے

ترے غلاموں کا نقشِ قدم ہے راہِ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سُراغ لے کے چلے

جناں بنے گی محبانِ چار یار کی قبر
جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے

مدینہ جانِ جنان و جہاں ہے وہ سن لیں
جنہیں جُنونِ جناں سوئے زاغ لے کے چلے

حضورِ طیبہ سے بھی کوئی کام بڑھ کر ہے
کہ جھوٹے حیلہ و مکر و فراغ لے کے چلے

تمہارے وصفِ جمال و کمال میں جبریل
مجال ہے کہ مجال و مساغ لے کے چلے

مگر خدا پہ جو دھبہ دروغ کا تھوپا
یہ کس لعیں کی غلامی کا داغ لے کے چلے

وقوعِ کذب کے معنی درست اور قدوس
ہیئے کی پھوٹے عجب سبز باغ لے کے چلے

پڑی ہے ندھے کو عادت کہ شوربے ہی سے کھائے
بٹیر ہاتھ نہ آئی تو زاغ لے کے چلے

رضا کسی سگِ طیبہ کے پاؤں بھی چومے
تم اور آہ کہ اتنا دماغ لے کے چلے

سُونا جنگل رات اندھیری

سُونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سُونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور کے بلا ہیں
تیری گھڑی تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے

یہ جو تجھ کو بُلاتا ہے یہ ٹھگ ہے مار ہی ڈالے گا
ہائے مسافر دم میں نہ آنا مت کیسی متوالی ہے

سُونا پاس ہے سُونا بن، سُونا زہر ہے اُٹھ پیارے
تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے، تیری مت ہی نرالی ہے

آنکھیں ملنا جھنجھلا پڑنا لاکھوں جمائی انگڑائی
نام پر اٹھنے کے لڑتا ہے اٹھنا بھی کچھ گالی ہے

بادل گرجے بجلی تڑپے دھک سے کلیجہ ہو جائے
بن میں گھٹا کی بھیانک صورت کیسی کالی کالی ہے

پاؤں اُٹھا اور ٹھوکر کھائی کچھ سنبھلا پھر اوندھے مونھ
مینھ نے پھسلن کر دی ہے اور دھر تک کھائی نالی ہے

ساتھی ساتھی کہہ کے پکاروں ساتھی ہو تو جواب آئے
پھر جھنجھلا کر سر دے پٹکوں چل رے مولیٰ والی ہے!

دُنیا کو تو کیا جانے یہ بس کی گانٹھ ہے حرّافہ
صورت دیکھو ظالم کی تو کیسی بھولی بھالی ہے

شہد دکھائے زہر پلائے قاتل ڈائن شوہر کُش
اس مُردار پہ کیا للچایا دنیا دیکھی بھالی ہے

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنّت کا
ہم مفلس کیا مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

تم تو چاند عرب کے ہو پیارے تم تو عجم کے سورج ہو
دیکھو مجھ بیکس پر شب نے کیسی آفت ڈالی ہے

مولیٰ تیرے عفو و کرم ہوں میرے گواہ صفائی کے
ورنہ رضاؔ سے چور پہ تیری ڈگری تو اقبالی ہے

دشتِ حرم

یادِ وطن ستم کیا دشتِ حرم سے لائی کیوں
بیٹھے بٹھائے بد نصیب سر پہ بلا اٹھائی کیوں

دل میں تو چوٹ تھی دبی ہائے غضب ابھر گئی
پوچھو تو آہِ سرد سے ٹھنڈی ہوا چلائی کیوں

چھوڑ کے اس حرم کو آپ بن میں ٹھگوں کے آبسو
پھر کہو سر پہ دھر کے ہاتھ لٹ گئی سب کمائی کیوں

نامِ مدینہ لے دیا چلنے لگی نسیمِ خلد!
سوزشِ غم کو ہم نے بھی کیسی ہوا بتائی کیوں

تو نے تو کر دیا طبیب آتشِ سینہ کا علاج
آج کے دودِ آہ میں بوئے کباب آئی کیوں

ہو نہ ہو آج کچھ مرا ذکر حضور میں ہوا
ورنہ مری طرف خوشی دیکھ کے مسکرائی کیوں

عرض کروں حضور سے دل کی تو میرے خیر ہے
پیٹتی سر کو آرزو دشتِ حرم سے آئی کیوں

حسرتِ نو کا سانحہ سنتے ہی دل بگڑ گیا!
ایسے مریض کو رضا مرگِ جواں سنائی کیوں

منقبتِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ



تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
افقِ نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

مُرغ سب بولتے ہیں بول کے چُپ رہتے ہیں
ہاں اصیل ایک نَوا سنج رہے گا تیرا

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

سارے اقطابِ جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف
کعبہ کرتا ہے طوافِ درِ والا تیرا

تو ہے نوشاہ براتی ہے یہ سارا گلزار
لائی ہے فصلِ سمن گوندھ کے سہرا تیرا

ڈالیاں جھومتی ہیں رقصِ خوشی جوش پہ ہے
بلبلیں جھولتی ہیں گاتی ہیں سہرا تیرا

گیت کلیوں کی چٹک، غزلیں ہزاروں کی چہک
باغ کے سازوں میں بجتا ہے ترانہ تیرا

کس گلستاں کو نہیں فصلِ بہاری سے نیاز
کون سے سلسلے میں فیض نہ آیا تیرا

مزرعِ چشت و بخارا و عراق و اجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

ہیں رضا یوں نہ بلک تو نہیں جید تو نہ ہو
سیدِ جیدِ ہر دہر ہے مولیٰ تیرا

❁

تمغۂ خاکی

ہم خاک ہیں اور خاک ہی ماویٰ ہے ہمارا
خاکی تو وہ آدم جد اعلےٰ ہے ہمارا

اللہ ہمیں خاک کرے اپنی طلب میں
یہ خاک تو سرکار سے تمغہ ہے ہمارا

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سیّدِ عالم
اُس خاک پہ قرباں دلِ شیدا ہے ہمارا

خم ہو گئی پشتِ فلک اس طعنِ زمیں سے
سُن ہم پہ مدینہ ہے وہ رُتبہ ہے ہمارا

اُس نے لقبِ خاک شہنشاہ سے پایا
جو حیدرِ کرّار کہ مولیٰ ہے ہمارا

اے مدعیو! خاک کو تم خاک نہ سمجھے
اِس خاک میں مدفوں شہِ بطحا ہے ہمارا

ہے خاک سے تعمیر مزارِ شہِ کونین
معمور اسی خاک سے قبلہ ہے ہمارا

ہم خاک اُڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی
آباد رضاؔ جس پہ مدینہ ہے ہمارا

شجرۂ طیبہ قادریہ رضویہ

یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یا رسولَ اللہ کرم کیجیے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہیدِ کربلا کے واسطے

سیّدِ سجّاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علمِ حق دے باقرِ علمِ ہدیٰ کے واسطے

صدقِ صادق کا تصدّق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

بہرِ معروف و سری معروف دے بیخود سری
جُندِ حق میں گن جُنیدِ باصفا کے واسطے

بہرِ شبلی شیرِ حق دُنیا کے کتّوں سے بچا
ایک کا رکھ عبدِ واحد بے ریا کے واسطے

بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد
بوالحسن اور بوسعید سعد زا کے واسطے

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اُٹھا
قدرِ عبد القادرِ قدرت نما کے واسطے

اَحسنَ اللہُ لہم رزقًا سے دے رزقِ حسن
بندۂ رزّاق تاج الاصفیا کے واسطے

نصر ابی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ
دے حیاتِ دیں محیِ جانفزا کے واسطے

طورِ عرفان و عُلو و حمد و حُسنیٰ و بہا
دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

بہرِ ابراہیم مجھ پر نارِ غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے

خانۂ دل کو ضیا دے رُوئے ایماں کو جمال
شہ ضیا مولیٰ جمال الاولیاء کے واسطے

دے محمد کے لیے روزی کر احمد کے لیے
خوانِ فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

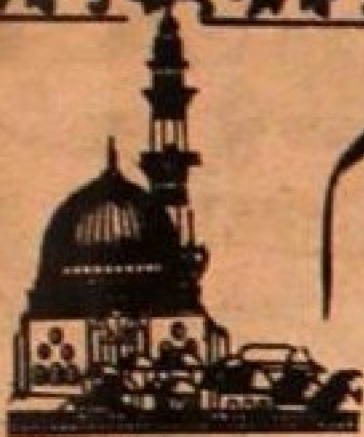
دین و دُنیا کے مجھے برکات دے برکات سے
عشقِ حق دے عشقی عشقِ اُنتما کے واسطے

حبِّ اہلِ بیت دے آلِ محمد کے لیے
کر شہیدِ عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

دل کو اچھا تن کو سُتھرا جان کو پُرنور کر
اچھے پیارے شمسِ دیں بدر العلیٰ کے واسطے

دو جہاں میں خادمِ آلِ رسول اللہ کر
حضرتِ آلِ رسولِ مقتدا کے واسطے

صدقہ اِن اَعیاں کا دے چھ عین عزِ علم و عمل !
عفو و عرفاں عافیت احمد رضا کے واسطے



لاکھوں سلام

مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

شہر یارِ اِرم تاجدارِ حرم
نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

عرش تا فرش ہے جسکے زیرِ نگیں
اُسکی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بےحد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

دُور و نزدیک کے سُننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

جسکے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں
اُن لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

کل جہاں مِلک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری اُمّت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب اُنکی آمد ہو اور
بھیجیں سب اُنکی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

رضویات

پر بعض اہم اور مفید کتابیں

امام احمد رضا — ارباب علم و دانش کی نظر میں
(یٰسین اختر مصباحی) ۱۲/- روپے

کلام رضا
جناب نظیر لدھیانوی
۴/-

عرفان رضا
ڈاکٹر الٰہی بخش اعوان پشاور
۴/-

نغمۂ حجاز
نعتیہ شاعری میں رضا بریلوی کا منصب
شاعر لکھنوی
۱/-

- امام اہل سنّت — (پروفیسر مسعود احمد، ایم۔ اے۔ پی ایچ ڈی) ۴/-
- گناہ بے گناہی — 〃 〃 〃 〃 ۴/۵۰
- فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں 〃 〃 〃 ۱۰/-
- اُجالا — 〃 〃 〃 ۴/-

امام شعر و ادب
وارث جمال قادری
(بمبئی)
۶/-

اقبالؔ و احمد رضا
راجا رشید محمود
ایم۔ اے
۶/-

فاضل بریلوی کا فقہی مقام
غلام رسول سعیدی
۲/-

محاسن کنز الایمان
ملک شیر محمد خاں اعوان
۲/-

تجلیات کنز الایمان
مبین الہدیٰ نورانی
بزم رضا، آزاد نگر جمشید پور

اعجاز بکڈپو ۱۰ زکریا اسٹریٹ، کلکتہ ۷۳

Rs. 3-50